کرامت

کسے کہتے ہیں

تحریر و ترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300-6661755

کرامت کسے کہتے ہیں

نحمده ونصلی و نسلم علی رسول الکریم
اما بعد
فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم
الا ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولا هم یحزنون
محبت وعقیدت سے درودوسلام
الصلوٰة والسلام علیك یاسیدی یا رسول الله
وعلی الك واصحابك یا سیدی یا حبیب الله

محترم سامعین کرام! ہم گذشتہ جمعہ المبارک پرشان اولیاء سمجھ رہے تھے آج انشاءاللہ العزیز کرامت کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ کرامت کیا ہے اور کسے کہتے ہیں؟ لفظ کرامت عربی زبان میں کرنا' کرمتا اور کرامتا تین طرح مستعمل ہے۔ لغوی اعتبار سے وسیع معنی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اس کے معنی عزت پانا اور ایسے بادل کے ہیں جو جم کر برسے۔ یہ لفظ باب تفعیل میں جا کر تحفظ اور برائیوں سے بچنے کے معنی بھی دیتا ہے یعنی کسی ایسے بوجھ کو اٹھا لینا جس سے قوم کے خون اور اس کی جان کی حفاظت ہوتی ہو اور بغیر ذاتی غرض ومنفعت کے بقدر ضرورت فائدہ پہنچانا کہ اس کی کسی طرح سب کی یا ذلت نہ ہو اور جو نفع پہنچایا جائے وہ بلند اور اشرف ہو۔ اسلامی اصطلاح میں اس لفظ کا اطلاق ایسے فعل کے صدور پر ہوتا ہے جس پر عقل کو دخل نہ ہو۔ عقل جس مقام پر دنگ رہ جائے اور عقل کی جولانیاں جس جگہ کام نہ دے سکیں وہاں کرامت کا وجود ملتا ہے مگر عجب طرفہ تماشا ہے کہ اس کے اصطلاحی ولغوی معنی میں اہم آہنگی ہے۔

الف۔ اللہ تعالیٰ جس صاحب معرفت کو کرامت عطا کرتا ہے اسے عزت بخشتا ہے۔

ب۔ جب کسی درویش سے کرامت سرزد ہو تو اس کے ذریعہ مصیبت زدہ انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت جم کر برسا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مصیبتوں اور تکلیفوں سے نجات دیتا ہے۔

ت۔ اور پھر کرامت کے ذریعہ گمراہی سے چھٹکارا ملتا ہے اور یہ گناہوں سے بچنے کا سبب ہے۔

انگریزی زبان میں معجزہ اور کرامت کے لئے میریکل (Miracle) کا لفظ استعمال ہوتا ہے یہ لفظ فرانسیسی زبان کے ذریعے لاطینی (Miraculum) سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی شے کے بارے میں اظہار تعجب' حیرت انگیز شے اور فطرت کی حسب معمول رفتار سے انحراف یا انسان کی توانائی اور فطرت کے دائرے سے خارج شے' مگر اس کی نفیس ترین تعریف یہ بھی کی گئی کہ میریکل میں علامت یا واقعہ سے عبارت ہے جو خدا کی قدرت کی نشاندہی کرتا ہے۔ عربی زبان میں اس کی تعریف حسب ذیل ہے۔

''ہماری اصطلاح کے مطابق معجزہ وہ شے ہے جس کے ذریعے اس فرد کی تصدیق ہوتی ہے جو رسول خدا ہونے کا دعویدار ہے۔ انگریزی کے لفظ میریکل' کرامت معجزہ اور استدراج کیلئے استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں فرق نہیں کرتا مگر اسلامی نقطہ نظر اس ضمن میں مختلف ہے۔

خارق عادات کی تعداد سات قرار دی گئی جن کے اسماء یہ ہیں۔ معجزہ' ارہاص' کرامت' معونت' استدراج' اہانت' سحر۔

☆ اگر کسی نبی برحق سے دعویٰ نبوت کے بعد خرق عادت صادر ہو تو ''معجزہ'' ہے۔

☆ اگر قبل ادعاء نبوت کوئی خرق عادت امر ظاہر ہو جائے تو ارہاص ہے۔

☆ اگر کسی متبع نبوت ولی اللہ سے کسی امر کا ظہور ہو جائے تو کرامت ہے۔

☆ اگر عامتہ مسلمین میں سے کسی صالح اور نیک سرشت فرد سے کوئی ایسا امر ظہور پذیر ہو جائے تو وہ معونت ہے۔

☆ اور اگر کسی غیر مسلم فرد سے ریاضت سے کوئی خرق عادت امر سرزد ہو جائے تو اس کو ''استدراج'' کہتے ہیں۔

☆ اگر کسی شریر النفس کذاب سے بھی ایسا امر کسی اندرونی تدبیر و تصرف سے ظہور میں آ جائے تو وہ ''اہانت'' ہے۔

☆ اگر شریر الطبع اور خبیث طینت انسان اعمال مخصوصہ سیکھ کر اور ان کو عمل میں لا کر جو شعبدہ اور خلاف عادت کرتب دکھلائے اس کو سحر اور جادو کہا جاتا ہے۔

☆ معجزہ' کرامت اور سحر میں فرق

سحر کی بعض صورتیں کرامت و معجزے سے ملتی جلتی ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کے مابین امتیاز مشکل ہو جاتا ہے لیکن حسب ذیل امور پیش نظر ہوں تو ان کے مابین تفریق کی جا سکتی ہے۔

☆ جس شخص میں خلاف عادت امر ظاہر ہو اس کے عام حالات اور خصائل و عادات پر نظر ڈالنی چاہئے اگر وہ طبعاً شریر اور خبیث النفس ہے۔ اچھائیوں سے گریزاں اور برائیوں سے ملوث رہتا ہے تو وہ جادوگر ہے۔ اگر کریم النفس اور اچھے خصائل سے آراستہ پیراستہ اور اچھائیوں کی طرف مائل اور برائیوں سے بچتا رہتا ہے تو صاحب کرامت ہے۔

☆ جادو کے لئے کچھ معین و مخصوص مذموم کرتب ہیں۔ جن کے ارتکاب سے وہ حاصل ہوتا ہے اور سر چڑھ کر بولتا ہے۔ برخلاف کرامت کے کہ اس کے لئے کوئی خاص عمل مخصوص نہیں وہ تو احکام شریعت پر عمل پیرا رہنے سے اور پھر بھی اللہ کا فضل شامل حال رہنے سے نصیب ہوتی ہے۔

☆ سحر کے لئے ضروری نہیں کہ طالبین کے مطالب کے مطابق و موافق ہی ہو اس کے تو محدود مطالب ہیں مگر کرامت لامحدود ہے اور طالبین کے مقاصد کے موافق ظہور میں آ جایا کرتی ہے۔

☆ جادو ایک مقررہ زمانے میں اور کسی معین مکان میں مخصوص شرائط کے ساتھ جگایا جا سکتا ہے مگر کرامت کے لئے زمان و مکان اور شرائط کی کوئی پابندی نہیں۔

☆ جادو میں جادوگر ایک دوسرے کے بالمقابل اظہار فخر کے لئے باہم ایک دوسرے کا توڑ کرتے رہتے

ہیں مگر کرامت میں اس قسم کی نفس پرستی اور تفاخر کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جادوگر عموماً خلاف شرع مطالبات کرتا رہتا ہے اور صاحب کرامت جو بھی امر کرتا ہے وہ شریعت کے عین مطابق ہوتا ہے۔

☆ دستور طبیعت پر معجزہ کرامت کا اثر

سوال یہ ہے کہ نظام طبیعی پر معجزے سے کیا ربط ہے آیا معجزہ وکرامت نظام طبیعی کو متاثر کرتا ہے؟

طبیعت دو قسم کے قوانین پر مشتمل ہے۔ معتاد غیر معتاد۔ ویسے تو قانون نظام ربانی پوری کائنات پر حکم ہے۔ جس کے ہم عادی بن چکے ہیں لیکن ایک قانون اور بھی ہے جو طبیعت کے عام قانون سے ذراہٹ کر نظر آتا ہے۔ (اگرچہ درحقیقت اس میں کوئی انحراف نہیں) اسی موڑ پر عقلیت پسند الجھ گئے اور انہوں نے معجزہ کو انحراف از طبیعی سمجھ کر رد کر دیا وہ کہنے لگے کہ نظام طبیعی میں انحراف ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسری طرف مستشرقین نے کہا۔ اسلامی عقیدے میں طبیعت کو دخل نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مستشرقین اس امر سے ناواقف ہیں کہ علماء اسلام نے عام طبیعی نظام کے علاوہ دوسرے قانون کو خارق عادت کے نام سے یاد کیا ہے۔ چونکہ معجزہ کرامت طبیعت سے انحراف نہیں بلکہ محض عادت کے خلاف ہے اور خالق کائنات کے دونوں قانون فطری ہیں۔ آیا حضرت آدم علیہ السلام حوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت حسب عادت وحسب معمول ہوئی؟ سب سے پہلا پرندہ، گائے بھینس یعنی مخلوق اول بلکہ پوری کائنات کس طرح معرض وجود میں آئی؟ ظاہر ہے کہ طبیعت بذات خود قانونِ طبیعی کی پابند ہے۔ بنیادی غلط فہمی عقلیت پسندوں اور سائنس دانوں کو معجزہ کی تردید پر مجبور کرتی ہے کیونکہ یہ لوگ اصول ''علت ومعمول'' کے قائل ہیں اور ڈاکٹر قادری نے اس کلیہ پر یوں تبصرہ کیا کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۵ ہجری) نے یہ ثابت کر دیا کہ عقلی نقطہ نظر سے کلیہ علت ومعلوم غلط ہے (امام غزالی کا فلسفہ مذہب وخلق صفحہ ۱۳۱)۔

سو سال بعد ہیوم (Hume) جان سٹاوٹ میل سپنسر (Spencer) اور کمت (Comte) بھی اسی نتیجہ پر پہنچے۔ پروفیسر روحی اس مسئلہ کا حل کسی طریقے سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''ہم یہ مانتے ہیں کہ معجزہ ایک اثر ہے لیکن اللہ کا ارادہ اس کی بنیادی علت ہے۔ تمام پوشیدہ اور حیرت انگیز علتیں اس طرح عمل کرتی ہیں کہ ہم ان کا مشاہدہ نہیں کر سکتے مزید اضافہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اگر معجزہ کا سن کر اس کی علت نہ جاننے کا دعویٰ کرتا ہے تو حقیقت سے اس کی ناواقفیت معجزہ کے عدم یا بے حقیقت ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی۔'' (سیرت النبی جلد ۳ صفحہ ۵۹)

☆ بو علی سینا کی رائے

مشہور فلسفی ''ابن سینا'' معجزہ وکرامت کا طبیعت سے انحراف تسلیم نہیں کرتا۔ وہ ان کے وجود پذیر ہونے کے امکان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ''اگر کسی عارف کے بارے میں سنو کہ اس نے اپنا روز مرہ کھانا ایک عرصے تک چھوڑے رکھا تو اسے مان لو کیونکہ ایسا ہونا فطرت کے مطابق ہے۔'' اگر یہ معلوم ہو

کہ کوئی عارف اپنی صلاحیت سے بڑھ کر کسی خارق عادت حرکت یا عمل کو انجام دینے کی طاقت رکھتا ہے تو اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اسی علت کو یقیناً قانون فطرت کے مطابق پاؤ گے۔

اگر یہ معلوم ہو کہ کسی عارف نے نامعلوم شئے کے بارے میں پیشین گوئی کی اور وہ صحیح ثابت ہوئی خواہ وہ خوشخبری ہو یا کسی طرح کی دھمکی۔ اس پر شک کرنے کی بجائے یقین کرنا چاہئے کیونکہ فطرت کی راہوں میں ان باتوں کے اسباب موجود معلوم ہیں۔ ممکن یہ کہ کسی عارف کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ ضابطہ فطرت کے خلاف باتیں کرتا ہے اور تم اس کی تردید کرنے لگو۔ مثلاً کوئی عارف بارش کیلئے دعا کرتا ہے۔ بارش ہونے لگتی ہے۔ کسی بیمار کے لئے دعا کرتا ہے اور اس کو شفا ملتی ہے۔ کسی قوم یا گروہ کیلئے بددعا کرتا ہے اور زلزلہ آتا ہے یا زمین انہیں نگل جاتی ہے یا دوسرے اسباب کے ذریعے لوگ تباہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں یا وہ دعا کرتا ہے جس سے لوگ تباہ نہیں ہوتے یا کوئی وحشی درندہ اس کے سامنے بے آزار بن جاتا ہے۔ پرندے اس سے انسیت رکھتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جن کو انجام دینا کسی عارف کے لئے مشکل نہیں۔ لہٰذا تمہیں جلد بازی کی بجائے صبر اور سوچ سے کام لینا چاہئے۔

جس شخص کی جبلت میں یہ چیز مضمر ہو اور وہ نیک سچا اور راہ راست پر چلنے والا ہو اور صاحب معجزہ پیغمبر یا صاحب کرامت ولی ہو سکتا ہے۔ اس سے اس کے نفس کی مزید پاکیزگی بڑھتی ہے۔ وہ ارتقاء کی اعلیٰ ترین منزلیں طے کرتا ہے لیکن وہ شخص جو خارق عادت عمل شیطانی پہلو کے ساتھ انجام دیتا ہے یقیناً خبیث جادو گر ہے (کتاب الاشارت بو علی سینا صفحہ ۲۰۷)۔

امام رازی علیہ الرحمۃ (متوفی ۶۰۶ ہجری) نے لباب الاشارت والتنبیہات' قصۃ السحر والسحرۃ فی القرآن میں بڑی ہی دل نشین بحث اس سلسلے میں کی ہے۔ میری نظر سے یہ تمام کتابیں گزری ہیں اور ابھی ابھی مطالب عالیہ اور نہایۃ العقول نام کی دو کتابیں بھی امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شائع ہو چکی ہیں۔ مطالب عالیہ میں حقیقت نبوت' معجزہ اور انبیاء کے طریقہ دعوت پر پر مغز اور بصیرت افروز بحث کی ہے۔

☆ کرامات اولیاء برحق ہیں

علامہ سعد الامین تفتازانی شرح عقائد میں لکھتے ہیں کہ "اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں۔" آیات یعنی معجزات انبیاء علیہم السلام سے مخصوص ہیں مثلاً مردوں کو زندہ کرنا' زمین سے پانی جاری کرنا' آگ کا بے اثر ہونا' اسی طرح کے دوسرے خارق عادت اعمال جو انبیاء کے ہاتھوں انجام پاتے ہیں۔ "آیات" کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں اس لئے ظاہر کرتا ہے کہ ان سے ان کے دعوائے نبوت کی تصدیق ہو جائے۔

کرامات اولیاء سے مخصوص ہیں یعنی وہ تمام خارق عادت اعمال جو اولیاء کے ذریعے انجام پاتے ہیں۔ انہیں "کرامت" کہتے ہیں۔ اللہ ان کے ذریعہ یہ اعمال ان کے اعزاز و اکرام کے لئے صادر کرتا ہے۔ ولی کے لغوی معنی قریب کے ہیں اور اگر کوئی بندہ اپنی کثرت اطاعت' عبادات اور خلوص سے بارگاہ

ایزدی کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا احسان، فضل اور کرم اس کے شامل حال ہوتا ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۳۰)۔

☆ کرامت کا ظاہر کرنا جائز ہے

طاؤس الفقراء عبداللہ بن علی بن یحییٰ ابو نصر سراج طوسی کرامات کے ظاہر ہونے کی حکمت بتاتے ہیں۔

تلك فقلت له ما معنى الكرامات وهم قدا كرموا حتى تركو الدنيا اختيارا فيكف اكرموا بان يحعل لهم الحجارة ذهبا فما وجه ذالك فقال لا يعطيهم ذلك لقدرها ولكن يعطيهم ذلك حتى يحتجوا بكون ذلك على انفسهم عند اضطرابها وجن عها من فوت الرزق الذى قسم الله لهم فيقولو الذى يقدر على ان نصير تلك الحجارة ذهبا كما هو اتنظر اليه اليس بقدر ان يسوق رزقك اليك من حيث لا تحسبه فيحتجوا بذلك على ضجيج تفرمهم عند فوت الرزق و يقطحرا بذلك حجج انفسهم فيكون ذلك سيا الرياضية نفوسهم وتا ديا لها، وقد حكى لنا ابن سالم فى معنى ذالك حكاية ابن سهل بن عبد الله رحمته الله انه قال كان رجل بالبصرة يقال له اسحق بن احمد وكان من ابنآء الدنيا نخرج من الدنا اعنى من جميع ما كان له و اسحق ابن احمد وكان من ابنآء الدنيا فخرج من الدنيا اعنى من جميع ما كان له وقاب وصحب سهلاً رحمته الله فقال يوماً لسهل رحمته الله يا ابا محمد ان نفسى هذه ليس تترك الضجيج والصراخ من خوف قوت القوت والنوم فقال له سهل رحمته الله خذ ذلك الحجر وسل ربك ان بميره لك طعاما تاكلة فقال له ومن امامى فى ذلك حتى افعل ذلك فقال سهل امامك ابراهيم عليه السلم حيث قال رب ارنى كيف تحى الموتى قال اولم تودمن قال بلى ولكن ليطمين قلبى، فالمحنى فى ذلك ان النفس لا تطمين الا بروية العين لان من جبلتها السك فقال ابراهيم عليه السلم ارفا كيف تطمئين نفسى ذاتى مومن بذلك والنفس لا تطمئن الا بردية العين فكذلك الاولياء يظهر الله تعالىٰ لهم الكرامات تاديا لنفوسهم وتهديبا وزيادة لهم ويكون فى ذلك فرق بينه وبين الانبياء۔

ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے مذکورہ بالا عربی عبارت کا ترجمہ حسب ذیل کیا ہے۔ میں نے ابن سالم علیہ الرحمتہ سے اس کے متعلق سوال کرتے ہوئے پوچھا' کرامت سے کیا مراد ہے حالانکہ وہ پہلے سے ہی عزت پا چکے ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنی مرضی سے دنیا کو ترک کیا لہذا اس بات میں کہ ان کے پتھر کو سونا بنا دیا جائے کیسے عزت پائی گئی۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

جواب دیا اللہ تعالیٰ انہیں یہ کرامات اس لئے عطا نہیں کرتا کہ ان کے ہاں ان چیزوں کی کوئی قدر و منزلت ہوتی ہے بلکہ اس لیئے عطا کرتا ہے کہ وہ اسے اپنی ذات کیلئے اس وقت دلیل بنائیں جب وہ رزق جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر کر رکھا ہے نہ ملنے کی وجہ سے نفس مضطرب اور بیقرار ہو اور یہ اپنے نفس سے کہیں کہ وہ خدا جو پتھر کو سونا بنانے پر فائز ہے جیسا کہ دیکھ رہا ہے کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ تمہارا رزق تمہارے پاس اس طرح لے آئے کہ تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ۔ لہذا رزق نہ ملنے پر وہ اسے اپنے نفس کے شور و غوغا کے خلاف حجت بنائیں گے اور اپنے نفس کے دلائل کو اس سے کاٹ دیں گے تا کہ یہ ان کے نفس کیلئے ریاضت اور ادب سکھانے کا سبب بنے۔

اس سلسلے میں ابن سالم نے ہمیں سہل بن عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے ایک آیت سنائی سہل فرماتے ہیں۔ بصرہ میں اسحٰق بن احمد نام کا ایک شخص تھا۔ وہ بڑا مالدار تھا۔ اس نے اپنی تمام دولت خیرات کر دی اور توبہ کی اور سہل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں رہنے لگا۔ ایک روز اس نے سہل سے کہا۔ اے ابو احمد! یہ نفس خوراک اور قوت لایموت نہ ملنے کے خوف سے چیخ و پکار ترک نہیں کرتا۔ سہل نے کہا یہ پتھر لے اور اللہ سے درخواست کر کہ اسے تمہارے لئے کھانا بنا دے کہ تو اسے کھا سکے۔ اسحاق نے کہا کہ اس سوال کرنے میں میرا امام کون ہوگا تا کہ میں ایسا کروں۔ سہل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا تمہارا امام ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جب انہوں نے یوں کہا تھا۔

قال رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی۔ ''خدایا مجھے یہ تو دکھادے کہ مردوں کو کیسے زندہ کرے گا' اللہ کریم نے کہا' کیا تمہارا اس پر ایمان نہیں؟ ایمان تو ہے مگر میں یہ سوال اس لئے کر رہا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان آ جائے۔'' اس کا مقصد یہ ہے کہ نفس (کسی امر کو) آنکھ سے دیکھ کر ہی مطمئن ہوتا ہے۔ کیونکہ شک کرنا اس کی فطرت میں ہے اسی لئے تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا مجھے یہ دکھا دو کہ میرا نفس کیسے پر سکون ہوتا ہے کیونکہ میرا تو اس پر ایمان ہے مگر نفس آنکھ دیکھے بغیر اطمینان حاصل نہیں کرتا۔ یہی حال اولیاء کا ہے اللہ تعالیٰ ان کے نفسوں کو ادب سکھانے اور مہذب بنانے کی غرض سے ان سے کرامات کا اظہار کراتا ہے نیز اس لئے کہ ان کا ایمان اور زیادہ مضبوط ہو (کتاب اللمع ۳۰۲)۔

☆ امام قشیری علیہ الرحمتہ کی تصریح

رسالہ قشیریہ میں امام ابوالقاسم عبدالکریم لکھتے ہیں۔

قال الانستاذ ابوالقاسم ظهور الکرامات علی الاولیاء جائز والدلیل علی جوازها انه امر موهوم حدوثه فی العقل لا یردی حصوله الی رفع اصل من الاصول فواجب وصفه سبحانه بالقدرة ایجاده داذاوجب کونه مقدور الله سبحانه فلا شی یمنع جواز حصوله وظهور الکرامات علامة صدق من ظهرت علیه فی احواله فمن لم یکن صادقا فظهر مثلها علیه لا یحوزو الذی یدل علیه ان تعریف القدیم سبحانه آیانا حتی تفعق بین من کان صادقا فی اء حواله و بین من هو بطل من طریق الاسدلال امن موهوم الا یکون ذلك الا اختصاص الولی بمالا یرجد مع المفتر فی فی دعواه ذلك الاسر هوا الکرامة التی اجرنا الیها ولا بذان تکون هذه الکرامة فعلا للعادة فی ایام التکلیف ظاهرا علی موصوف بالولایة فی معنی تضدیقه فی جاله (رسالہ قشیر صفحہ ۱۸۸)۔

ڈاکٹر پیر محمد حسن اس کا اردو ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔ استاد ابوالقاسم فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ سے کرامت ظاہر ہونا جائز ہے۔ اس کے جائز ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک امر ہے کہ جس کا واقع ہونا عقل میں آتا ہے اور اس سے کوئی شرعی اصول نہیں ٹوٹتا۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اس طرح حاصل کریں کہ اسے کرامت کے پیدا کرنے کی قدرت ہے۔ لہذا جب یہ واضح ہوگیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے تو اس کے جائز ہونے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوسکی۔

اور کرامت کا ظاہر ہونا اس شخص کی سچائی کی علامت ہے جس کے احوال میں یہ ظاہر ہوئی ہے۔ لہذا جو سچا نہ ہوگا۔ اس سے اس قسم کی کرامت کا جائز ہونا بھی جائز نہیں۔ اس کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کرامت کی جو شناخت بتلائی ہے تاکہ ہم سچے اور جھوٹے میں فرق کرسکیں وہ استدلال کے طور پر ایسا امر ہے جو عقل میں آسکتا ہے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ولی کو ایسے امور کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے جو مفتری کذاب میں نہیں پائے جاسکتے اور یہی وہ امر ہے جسے ہم کرامت کہتے ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ کرامت ایام تکلیف میں (یعنی اسی دنیا میں) ایک خارق عادت فعل ہے اور ایسے شخص سے صادر ہو جو ولایت کے ساتھ موصوف ہوتا کہ اس کی حالت سے اس کی تصدیق ہوسکے۔ واعلم انه لیس للولی مساکنة الی الکرامة التی تظهر علمه ولا له ملاحظة فربما یکون لهم فی ظهور جنسها قوة یقین و زیادة بصیرة لتحققهم ان ذلك فعل الله فیستد لون بها علی صحة ما هم علیه من العقائد وبالجملة فالقول بجهاز طهروها علی الاولیاء واجب وعلیه جمهور ااهل المعرفة

ولکثرۃ ماتعائر یاجنا سھا الاخبار والکایات صار العلم بکونھا وظھور ھا علی الاولیاء فی الجملۃ علما قویا انتفی عنہ الشکوک ومن توسط ھذہ الطائفۃ وتواتر علمہ حکایا تھم واخبارھم لم نبق لہ شیھۃ فی ذلك علی الجملۃ ومن دلائل ھذا الجملۃ نص القرآن فی قصہ صاحب سلیمان علیہ السلام حیث قال انا ایتك بہ قبل ان یرتد الیك طرفك ولم یکن نبیا۔

یاد رکھیں کہ ولی کے لیئے یہ درست نہیں کہ وہ اپنی کرامت پر نظر رکھے بعض اوقات اس قسم کی کرامتوں کے ظاہر ہونے سے ان کے یقین میں قوت اور بصیرت زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ انہیں اس بات کا یقین ہوتا ہے۔ (درحقیقت) اللہ کا فعل ہے اور اس سے انہیں اپنے عقائد کے صحیح ہونے کی دلیل مل جاتی ہے۔

مختصر یہ کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ ولی کے ہاتھوں کا کرامت کا ظاہر ہونا جائز ہے۔ واجب ہے اور یہی عقیدہ جمہور اہل معرفت کا ہے اور چونکہ اس قسم کی روائتیں اور حکائتیں کثرت اور تواتر کے ساتھ منقول ہیں اس لئے اولیاء سے فی الجملہ ان کے ظاہر ہونے کا اس قدر قوی ہو جاتا ہے کہ اس سے تمام شکوک اٹھ جاتے ہیں جو شخص ان لوگوں کے درمیان ہے اور ان کی روایات و حکایات تواتر سے پہنچتی رہیں اسے اس بات سے قطعاً شبہ نہیں رہتا۔

☆ کرامت پر قرآن کریم سے استدلال

اس کی دلیل قران کریم کی وہ آیت ہے جس کا ذکر سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں آیا ہے چنانچہ فرمایا۔ انا اتیك بہ قبل ان یرتد الیك طرفك ''میں اسے تمہارے پاس تمہارے آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لے اوٗں گا۔'' حالانکہ ان الفاظ کا کہنے والا نبی نہ تھا۔ امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی آپ الیواقیت والجواہر میں امام یافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

وکان الیا فعی رحمتہ اللہ یقول یحبب صلی الولی اخفا الکرامۃ الامن ضرورۃ او اذن او حال غالب لا یکون لہ فیہ اختیار ولا تعمل او یکون التقویۃ یقین بعض المریدین۔ ''ولی پر اپنی کرامت کو چھپانا اور پوشیدہ رکھنا واجب ہے۔ ہاں ضرورت پر دکھا سکتا ہے یا معبود کی اجازت پر ظاہر کرنا یا حال غالب ہونے پر جب کہ خود اس کا اختیار بالکلیہ باقی نہ رہے۔ کرامت کا ظاہر ہو جانا یا اپنے بعض مریدوں کی تقویت ایمان والیقان کی خاطر۔''

☆ سید جلال الدین مخدوم جہانیاں کا حوالہ

جس وقت کسی سالک کو کچھ کرامت ظاہر کرنا ہو تو جن لوگوں نے اس سے تعلق و بیعت کی ہے اگر ان سے کہے تو درست ہے اور غیر سے نہ کہے اور اگر کسی مصلحت سے کہے تو یوں کہے کہ ایک درویش سے ایسا

ظاہر ہوا اپنا نام نہ لے اپنے سر حمل نہ کرے اس لئے کہ کتاب علم الکلام عقیدہ نسفی میں مذکور ہے۔ لو یقول الشیخ للذی تعلقه و تابعه بین کرامة سیأ بجوز۔ ''یعنی اگر شیخ اس شخص سے جس نے اس سے تعلق کیا ہے اور اس کا تابع ہوا اپنے کرامت سے کچھ کہے تو جائز ہے۔''

☆ حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے دور مبارک کا تاریخی پس منظر

آپ کے دور میں فلاسفہ اور معتزلہ فکری اعتبار سے اپنے عروج پر تھے۔ معتزلہ معجزات انبیاء اور کرامات اولیاءؒ کے منکر تھے۔ ایسے دور میں حضور غوث الاعظم نے عملاً کرامت کا اظہار کر کے اسلام کی سچائی وحقانیت کا ثبوت مہیا کیا اور منکرین کرامات اولیاء کو عملی ثبوت دے کر یہ امر ثابت کیا کہ کرامات ممکن ہیں اور برحق ہیں۔ اللہ کریم ہم سب کو صراط مستقیم پر چلائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ یٰسین ﷺ

کرامات اولیاء

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام علے سيد المرسلين وخاتم النبيين عالم الاولين والاخرين مالك السموات والارض الذى كان نبيا وادم بين الماء والطين وعلى اله واصحابه و ازواجه وبنته واولياء امته اجمعين الى يوم الدين

اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

الا ان اولياء الله لاخوف عليهم ولا هم يحزنون

محبت سے درود پاک

الصلوٰة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله

وعلىٰ الك واصحابك يا سيدى يا حبيب الله

محترم سامعین کرام! ہماری سلسلہ وار گفتگو شان اولیاء کرام ہے۔ گزشتہ جمعۃ المبارک پر ہم لفظ کرامت کو سمجھ رہے تھے۔ آج انشاء اللہ العزیز کرامات اولیاء کرام و کرامات صحابہ علیہم الرضوان کا مختصر بیان ہوگا۔ اللہ کریم ہم سب کو بطفیل زلف محبوب کریم ﷺ حق سمجھنے اور حق پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

محترم سامعین کرام! قدرت خداوندی معجزات انبیاء علیہم السلام اور کرامات اولیاء عظام درحقیقت ایک ہی سورج کی روشن کرنیں اور ایک ہی دریا کی نہریں ہیں اور معجزہ کرامت میں اسی فاعل حقیقی کی قدرت کاملہ کارفرما ہوتی ہے جس کا ظہور کبھی کسی نبی کے معجزہ میں ہوتا ہے اور کبھی کسی ولی کی کرامت میں۔

دریا کا بہتا ہوا تیز پانی کبھی نہروں کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور کبھی طوفانی موجیں بن کر کناروں سے نکل پڑتا ہے اور یہی پانی کبھی خطرناک گرداب کی شکل اختیار کر کے تباہی کا باعث بن جاتا ہے اور کبھی خوفناک بھنور کی صورت میں ہر چیز کو ڈبو دیتا ہے لیکن حقیقت میں یہ تمام مشاہدات و کیفیات اسی پانی کے ہیں۔ جو مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتا رہتا ہے اور مکلف ناموں سے بولا جاتا ہے۔

دودھ کبھی دہی بن جاتا ہے اور کبھی لسی، کبھی چھاچھ کہلاتا ہے اور کبھی مکھن۔ اصل میں یہ تمام اسماء و صفات اسی ایک دودھ ہی کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں جو مختلف شکلوں صورتوں اور ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ قدرت خداوندی بھی کبھی عصائے موسیٰ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی نفس مسیحائی کی شکل میں نمایاں ہوتی ہے کبھی شق القمر میں کارفرما ہوتی ہے اور کبھی ردالشمس میں جلوہ گر۔ کبھی بلقیس کا تخت آنکھ جھپکنے سے پہلے لانے کے لیئے حضرت آصف کے مقدس ہاتھوں میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی تازہ کھجوریں کھلانے کی خاطر حضرت مریم علیہ السلام کے مطہر پنجہ میں دیکھی جاتی ہے کبھی غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی زبان پاک پر جلوہ گر ہوتی ہے اور کبھی پیر سیال لجپال کے دست دعا میں معجزہ کرامت کسی نبی و ولی کے اس فعل کا نام ہے۔ جو عادت کے خلاف ہو اور جسے عقل تسلیم نہ کرے۔ مثلاً آگ کا کام جلا دینا ہے اور اگر آگ نے کسی وقت کسی کو نہیں جلایا اگر ایسا کام کسی نبی سے سرزد ہوا ہے تو معجزہ کہلائے گا اور اگر کسی ولی سے صادر ہوا ہے تو کرامت ہوگا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے خلاف عادت افعال تو اکثر جادوگر اور شعبدہ باز بھی کر کے دکھاتے رہتے ہیں تو پھر معجزہ و کرامت اور جادو میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے خلاف عادت و عقل فعل اگر کسی نبی سے صادر ہو تو وہ معجزہ کہلائے گا اور اگر کسی ولی سے سرزد ہو تو وہ کرامت کہلائے گا اور اگر ایسا ہی خلاف عادت و عقل فعل کسی عام مومن سے صادر ہو تو اس کو معونت کہیں گے اور اگر کسی کافر سے اس کا ظہور ہو تو اس کو استدراج کہا جائے گا اور معجزہ و کرامت اور جادو و استدراج میں فرق یہ ہے کہ جادو و استدراج اسباب کا محتاج ہوتا ہے اور معجزہ و کرامت کسی اسباب کے محتاج نہیں ہوتے۔ گزشتہ جمعتہ المبارک پر ہم نے اس پر کافی گفتگو کی تھی۔

بہر حال کرامت کی دو قسمیں ہیں حسی و معنوی۔ حسی مثلاً پانی پر چلنا' ہوا میں اڑنا' دل کی باتیں جاننا بیماروں کو شفا دینا' غائبانہ مدد کرنا اور آنِ واحد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جانا وغیرہ اور معنوی کرامت حسد و بغض سے دل کو پاک رکھنا' اسلام کی حدوں پر قائم رہنا' شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا' فرائض خداوندی اور سنت محبوب کریم ﷺ پر کاربند رہنا وغیرہ۔

اولیاء اللہ رحمہم اللہ علیہم چونکہ خداوند تعالیٰ کے دوست' ساتھی' قریب اور محبوب و مقبول اور اس کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں اس لئے ان کیلئے آن واحد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جانا' کسی کی غائبانہ امداد کرنا' ہوا میں اڑنا' پانی پر چلنا' کسی کی مشکل کشائی کرنا' قلب ماہیت کرنا اور دوسرے تصرفات و خوارق

عادات کوئی مشکل نہیں اس لئے کہ ان تمام محیر العقول واقعات اور تصرفات وکرامات میں اسی قادر مطلق کی قدرت کاملہ کارفرما ہوتی ہے۔ جو راحت جاں ﷺ کے فرمان کے مطابق جب کسی ولی اللہ کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ' اس کی زبان خدا کی زبان' اس کی آنکھیں اللہ کی آنکھیں اور اس کے پاؤں خدا کے پاؤں ہو جاتے ہیں اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں سے دیکھتا ہے' اس کے کانوں سے سنتا ہے اور اسی کے پاؤں سے چلتا ہے اور اسی کے ہاتھوں سے پکڑتا ہے۔ تو پھر مقبولان الٰہی کے لئے کوئی بڑی سے بڑی مشکل حل کرنا ایک شہر سے دوسرے شہر میں آنِ واحد میں چلے جانا اپنے آپ کو کئی صورتوں میں ظاہر کرنا اور دور سے کسی کی فریادسن کر دستگیری کرنا عین دین اور شریعت ہے بلکہ اگر کوئی شخص کسی ولی اللہ سے ایسی ہی کوئی کرامت دیکھے تو دیکھنے والے کو یہ ایمان رکھنا چاہئے کہ اللہ کریم کی کوئی صفت اور قدرت ہے جس کا ظہور اس ولی اللہ کے ذریعے سے ہوا ہے۔ بقول عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
''پنجہ او پنجہ حق میشود''

کرامات صحابہ کرام علیہم الرضوان

☆ محترم سامعین کرام! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق جب آپ کا جنازہ مبارک راحت دوجہاں ﷺ کے روضۂ اقدس پر پہنچایا گیا اور یہ عرض کی گئی۔ السلام علیك یارسول الله علیه السلام هذا ابوبکر بالباب کہ اے کملی والے آقا آپ کا یار غار آپ کے در اقدس پر حاضر ہو گیا ہے تو قد انضتح الباب واذابهاتف یهتف من الصبر ادخلو الحبیب الی الحبیب پس روزہ انور کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور روضہ اقدس سے آواز آئی کہ یار کو یار کے پاس لے آؤ۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں آپ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالی۔ف عنہ کو لشکر اسلام کا سپہ سالار بنا کر نہند کی طرف بھیجا جو مدینہ منورہ سے تقریباً تین ہزار میل کے فاصلہ پر تھا۔ جمعہ کے دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ بلند آواز سے دوران خطبہ پکار اٹھے یاسارية الجبل کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے بچو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ دن اور تاریخ اور وقت لکھ لیا۔ فتح یاب ہونے کے بعد جب لشکر اسلام مدینہ منورہ واپس آیا تو حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ غزونا یوم الجمعة فی وقت الخطبة فهز مونا فاذا انسان یصیح یاسارية الجبل کہ جمعہ کے دن خطبہ کے وقت جنگ شروع ہوئی اور ہمیں شکست کا سامنا ہو رہا تھا کہ اچانک میرے کانوں میں آواز آئی کہ ساریہ پہاڑ کی طرف سے بچو۔ چنانچہ اس کے بعد اسلام کو فتح ہو گئی (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ

(۴۶۵)۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا اسکن باذن اللہ فکنت وما حدثت الزلۃ بالدینت۔ بعد ذالك کہ اللہ کے حکم سے ٹھہر جا۔ تو زمین ٹھہر گئی اور پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں زلزلہ نہیں آیا (تفسیر کبیر)۔

☆ روم کے بادشاہ نے ایک آدمی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے کیلئے بھیجا وہ آدمی مدینہ شریف آیا اور لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاہی محل پوچھنے لگا۔ لوگوں نے بتایا کہ ان کا کوئی محل نہیں ہے۔ وہ تو صحرا میں لیٹے ہوئے ہیں۔ وہ رومی صحرا کی طرف گیا دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریت پر اینٹ کا تکیہ بنا کر سوئے ہوئے ہیں۔ وہ شخص بڑا حیران ہوا کہ یہ ہے مسلمانوں کا خلیفہ جس کے رعب وجلال سے شرق وغرب کانپتے ہیں۔ فلما رفع السیف اخرج اللہ من الرض اسدین پس جب اس نے تلوار اٹھائی تو خدا تعالیٰ نے زمین سے دو شیر کھڑے کر دیئے اس کی تلوار گر پڑی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو وہ مسلمان ہو گیا (تفسیر کبیر)۔

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن کسی راستے پر جارہا تھا کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا اور پھر میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ مالی اراکم دخلون علی و آثار الزناء ظاھرۃ علیکم کہ میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے پاس آئے ہو اور تمہارے چہرے پر زناء کے آثار نمایاں ہیں۔ میں نے عرض کی کہ کیا محبوب دوجہاں ﷺ کے بعد پھر وحی آنی شروع ہو گئی ہے تو آپ نے فرمایا۔ لا ولکن فراستہ مادقۃ کہ نہیں وحی تو نہیں آئی لیکن یہ مومن کی سچی فراست ہے (تفسیر کبیر)۔

☆ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام نے چوری کی اس کے اقبال جرم کر لینے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہاتھ کاٹ دیئے۔ وہ جارہا تھا کہ راستہ میں اسے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن کرّا رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے۔ ابن کرّا نے پوچھا من قطع یدك فقال امیر المومنین ویسر المسلمین کہ تیرے ہاتھ کس نے کاٹے ہیں تو اس نے کہا کہ مومنوں کے امیر اور مسلمانوں کے محبوب و مددگار یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ ابن کرّا نے فرمایا کہ انہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹا ہے اور تو ان کی تعریف کرتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ انہوں نے حق پر میرا ہاتھ کاٹ کر مجھے دوزخ کی آگ سے بچا لیا ہے۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو بلایا اور اس کے کٹے ہوئے ہاتھ پر پٹی باندھ دی اور دعا فرمائی۔ فسمعنا صوتا من السماء ارفع

الوداء عن الید۔ پس ہم نے آسمان سے آواز سنی کہ اپنی چادر اس کے زخم سے اٹھالو۔ جب ہم نے اس کے ہاتھ سے چادر اٹھائی تو اس کا ہاتھ جڑا ہوا تھا اور پہلے سے بھی اچھا تھا (تفسیر کبیر)۔

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ادنیٰ کرامت یہ ہے کہ وہ گھوڑے کی ایک رکاب میں پاؤں رکھتے تو دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے سے پہلے قرآن پاک ختم کر لیتے تھے۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پاک کا جب وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ بیٹی میرے مرنے کے بعد میرا ترکہ قرآن پاک کی رو سے اپنے بہن بھائیوں میں تقسیم کر دینا۔ بیٹی نے عرض کی کہ ابا جان انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ مگر میری بہن تو ایک ہی اسماء ہے۔ دوسری بہن کہاں ہے تو آپ نے فرمایا۔ ذو بطن انبة خارجة اراها جاریة کہ تمہاری سوتیلی ماں حاملہ ہے اور اس کے پیٹ میں لڑکی ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۱)۔

آئندہ جمعۃ المبارک پر انشاء اللہ العزیز محبت و معیت اولیاء کے موضوع پر گفتگو ہوگی۔

وما علینا الا البلغ المبین

شان اولیاء

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علے سید المرسلین خاتم النبیین عالم الاولین والاخرین مالك السموات والارض الذی کان نبیا وادم بین الماء والطین وعلى اله واصحابه وازواجه وبنته واولیاء امته اجمعین الى یوم الدین

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء الله لاخوف علیهم ولا هم یحزنون

محبت وعقیدت سے درود وسلام

الصلوٰة والسلام علیك یاسیدی یا رسول الله

وعلى الك واصحابك یا سیدی یا حبیب الله

محترم سامعین کرام! اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ شعبان المعظم ہے اس میں

☆ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ۔

☆ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ۔

☆ حضرت خواجہ امنگی رحمتہ اللہ علیہ۔

☆ حضرت خواجہ ناصر دہلوی رحمتہ اللہ علیہ۔

☆ حضرت شاہ محمد عبدالوالی رحمتہ اللہ علیہ۔
☆ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ۔
☆ علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ۔
☆ حضرت علامہ ابوالحسنات قادری رحمتہ اللہ علیہ۔
☆ مولانا غلام دین لاہوری رحمتہ اللہ علیہ۔
☆ حضرت خواجہ قطب جمال پانسوی رحمتہ اللہ علیہ۔
☆ حضرت حاجی غائب شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر اولیاء کرام کے اعراس مبارکہ بڑی دھوم دھام اور عقیدت و احترام سے منعقد ہوتے ہیں۔ اس لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ عظمت اولیاء کرام کے موضوع پر ہی خطبہ دیا جائے۔

محترم و معزز سامعین کرام! اولیا کاملین علیہم الرحمتہ کی شان و عظمت کا تذکرہ صرف اہل سنت و جماعت ہی نہیں کرتے۔ قرآن پاک کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ خالق ہوکر اپنے اولیاء کی شان اور عظمت بیان فرما رہا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنو و کانو یتقون لھم البشرے فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ ''سن لو بے شک اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں'' (پ ۱۱ ع ۱۲)۔

اسی طرح ایک دوسری مقام پر ارشاد فرمایا۔ لا یستوی اصحب النار و اصحاب الجنۃ اصحب الجنۃ ھم الفائزون ''دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں' جنت والے ہی مراد کو پہنچے'' (پ ۲۸ ع ٦)۔ اسی طرح قرآن پاک میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی عظمت و رفعت کا بیان فرمایا ہے جس سے اظہر من الشمس ہے کہ اولیاء کاملین کی شان بیان کرنا سنت خداوندی ہے۔ احادیث مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو راحت دو جہاں ﷺ نے بھی اولیاء اللہ کی عظمت و رفعت بیان فرمائی ہے۔ مشکواۃ شریف ص ۵۸۳' اشعتہ اللمعات فارسی' مرقات شریف' مظاہر حق میں ہے کہ حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نے محبوب کبریا ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدال اللہ مکانہ رجلا یسقیٰ بھم الغیث و ینصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب ''ابدال شام میں ہوں گے' وہ چالیس مرد ہین۔ جب ان میں ایک انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو مقرر کر دیتا ہے ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں۔ ان کے ذریعہ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب دفع ہوتا ہے۔''

دیوبندی اور غیر مقلدین، جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کے متفقہ مجدد مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی اپنی کتاب منصب امامت فارسی ص ۳۵ پر یہ حدیث ان الفاظ میں درج کی ہے۔ فی الشام ان فیها ابدالا بهم یمطر اهل الارض وبهم یرزقون وبهم ینصرون من اعدائهم ”ملک شام میں ابدال ہیں۔ ان کی وجہ سے زمین والوں پر بارش ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے زمین والوں کو رزق دیا جاتا ہے اور ان کی وجہ سے ان کی دشمنوں پر نصرف حاصل کی جاتی ہے۔“

محترم سامعین کرام! آپ نے سنا کہ محبوب دوجہاں ﷺ نے بھی اپنی امت کے اولیاء اللہ کی شان اور برکات بیان فرمائیں ہیں۔ ابدالوں کی وجہ سے زمین والوں پر بارشیں، دشمنوں پر فتح ونصرت اور دنیا والوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ جب اولیاء اللہ کا یہ مقام ہے تو انبیاء کرام، مرسلین عظام اور سید المرسلین محبوب دوجہاں ﷺ کی شان اور برکات تو ان سے کہیں ارفع واعلیٰ ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت مولنا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

تفسیر ابن جریر جلد ۱۱ اور مشکوۃ شریف ص ۴۱۹ پر اور تبلیغی جماعت کے مولوی ذکریا صاحب سہارن پوری کی کتاب فضائل ذکر ص ۳۹ میں بھی ہے۔

☆ ولی کی شان

رحمت دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا الا انبئکم بخیارکم کیا میں تم کو نیک بندوں کی علامات کی خبر نہ دوں؟ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ بلی یارسول اللہ کیوں نہیں یارسول اللہ! خبر دیجئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ خیارکم الذین اذا روا ذکر اللہ تم سے بہترین وہ لوگ ہیں جن کو دیکھنے سے خدا یاد آجائے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ مشکوۃ شریف ص ۵۷۹، جامع ترمذی جلد ۲ محدث بیہقی نے دلائل النبوۃ میں درج فرمائی ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا کم من اشعث اغبر ذی طمرین لا یوبہ لہ بہت سے پریشان حال غبار میں اٹے ہوئے، پرانے کپڑے والے جن کی پرواہ نہ کی جائے۔ لو اقسم علی اللہ لابرہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پوری کردے۔ مولنا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی لئے فرمایا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

محترم سامعین کرام! اسی طرح کتب احادیث وتفاسیر میں اولیاء اللہ کی عظمت ورفعت کی احادیث مبارکہ کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ بہر حال اپنے دعوے کی دلیل کے لئے دو آیات اور دو احادیث میں نے

پیش کی ہیں۔ جس سے واضح ہے کہ اولیاء اللہ کی عظمت و رفعت کا بیان کرنا اللہ کریم کی اور محبوب کریم ﷺ کی سنت ہے۔ لیکن نا معلوم بعض حضرات شان ولائت بیان کرتے کیوں کتراتے ہیں۔ دراصل ان کے نزدیک اولیاء کرام کی عظمت بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان میں فرق آ جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا ناقص خیال ہے اگر عظمت اولیاء سے عظمت خداوندی میں فرق آتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بیان نہ فرمایا بلکہ عظمت اولیاء سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت مزید عیاں ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں اور مقبولوں کو یہ عظمت عطا فرمائی ہے۔ یہ قوت اور طاقت عطا فرمائی تو خود اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت اور اس کی طاقت اور قوت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے ہی قوت اور طاقت اور مقام عطا فرمایا ہے' میاں صاحب عارف کھڑی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی واضح الفاظ میں اپنے شعر میں اس عقیدہ کا اظہار اس طرح فرمایا ہے۔

قلم ربانی ہتھ ولی دے لکھے جو من بھاوے
رب ولی نوں طاقت بخشی لکھے لیکھ مٹ دے

مولنا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی مثنوی شریف میں فرمایا ہے۔

اولیاء راہست قدرت از الہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

☆ ایک الزام کا جواب

بعض حضرات یہ الزام لگاتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت اولیاء اللہ کو خدا سمجھتے ہیں حالانکہ سراسر کذب اور جھوٹ ہے۔ اہل علم حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا معنیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست' یہ مضاف اور مضاف الیہ ہے۔ کا۔ کے۔ کی' اضافت کی علامت ہے۔ اہل علم کو معلوم ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ میں تغایر ہوتا ہے۔ یہ دونوں ایک نہیں ہوتے۔ اولیاء کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے تو واضح ہوا کہ اولیاء اور اللہ ایک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات الگ ہے اور اولیاء کی ذات الگ۔

☆ مثال

اس حقیقت کو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں تاکہ مزید آسانی ہو جائے۔ مثلاً مسجد کا لاؤڈ سپیکر میں مسجد مضاف الیہ ہے اور لاؤڈ سپیکر مضاف ہے۔ کیا مسجد اور لاؤڈ سپیکر دونوں ایک ہیں بالکل نہیں۔ مسجد اور ہے لاؤڈ سپیکر اور ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ میں اولیاء مضاف اور اللہ مضاف الیہ ہے جس سے عیاں ہے کہ اولیاء خدا نہیں بلکہ خدا کے مقبول اور پیارے ہیں۔

لہذا جو یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت اولیاء کو خدا سمجھتے ہیں۔ صریحا الزام ہے مگر اولیاء اللہ کی شان سننے اور سنانے سے کسی کو چڑ ہے تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے تصرفات اور کمالات بیان فرمائے ہیں۔

☆ حضرت سلیمان علیہ السلام کے امت کے ولی آصف بن برخیا کا تصرف اور قوت کا ذکر ہے علامہ نیشا پوری نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۶ جلد نمبر ۱۵ پر لکھا ہے کہ وہ تخت ملک یمن میں تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے درباری بلک شام میں تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ یاایھا الملوا ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین ''اے درباریوں تم میں کون ہے کہ وہ اس (ملکہ بلقیس) کا تخت میرے پاس لائے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہو''۔

☆ تخت کیسا تھا

غیر مقلدین حضرات کے مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی تفسیر ترجمان القرآن ص ۱۴۳ پر لکھتے ہیں کہ اس تخت پر ملکہ بلقیس اجلاس کیا کرتی تھی۔ وہ سونے اور قسم قسم کے موتیوں سے جڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں کناروں پر یاقوت اور ذمرد مغزی کی طرح لگا ہوا تھا۔ منقش تھا وہ تخت اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا تھا۔ چھ سو عورت اس کی خدمت کے واسطے مقرر تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے درباریوں میں سے عفریت جن نے عرض کی۔ قال عفریت من الجن انا اتیك به قبل ان تقوم من مقامك ''ایک عفریت جن بولا کہ وہ تخت حضور میں حاضر کروں گا قبل اس کے حضور اجلاس برخاست کریں۔'' مفسرین کرام نے من مقامك سے مراد مطلقا بیٹھنا بھی لیا ہے۔ سید المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس سے بھی جلدی تخت چاہتا ہوں۔

☆ عارفانہ نکتہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں ملکہ بلقیس اتنے مختصر وقت میں پہنچ بھی نہیں سکتی تھی مگر سلیمان علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا۔ اچھا لے آؤ۔ فرمایا اس سے بھی جلدی تخت چاہئے اس سے عیاں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جانتے تھے کہ میرے درباریوں میں اس سے جلدی تخت لانے والے موجود ہیں۔ چنانچہ قران کریم میں ہے۔ قال الذین عندہ علم من الکتب انا اتیئك به قبل ان یرتد الیك طرفك ''اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کروں گا آنکھ کی ایک پل مارنے سے پہلے۔'' مفسرین نے اس شخص کا نام آصف بن برخیا بیان فرمایا ہے اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کاتب بھی تھا۔

سامعین کرام! خود اندازہ فرمائیں کہ پہلے جس نے کہا تھا عفریت جن تھا مگر یہ انسانوں میں سے نہ تھا' بشروں میں سے نہ تھا۔ ہوسکتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جن سے اس لئے تخت نہ منگوایا ہو کہ بعد میں آنے والے لوگ یہ نہ کہیں کہ جن میں طاقت ہوسکتی ہے جن تخت لا سکتا ہے مگر ولی اللہ (انسان) نہیں لا

سکتا۔ لوگوں پر ولی اللہ کی قوت اور تصرف واضح کرنے کیلئے آصف سے تخت منگوایا ہو۔ قران پاک میں ہے فلما راہ مستقرا عندہ۔ پھر جب سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا تو فرمایا ھذا من فضل ربی یہ میرے رب کے فضل میں سے ہے۔

محترم سامعین کرام! حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے امت کے ولی اللہ کے تصرف، کمال، قوت اور طاقت کو دیکھ کر جو الفاظ اپنی زبان مبارک سے فرماتے وہ ہیں۔ ھذا من فضل ربی معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی قوت وتصرف اور طاقت دیکھ کر اللہ کا شکرادا کرنا، اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دینا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے مگر جو اس کو شرک قرار دیتے ہیں۔ ان کو اپنے نظریہ اور عقیدہ باطلہ سے توبہ کرنی چاہئے اور وہ عقیدہ اختیار کرنا چاہئے جو انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو دعا تعلیم فرمائی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ''ہمیں سیدھے راستے پر چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا۔'' انبیاء کرام علیہم السلام انعام والے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ومن یطع اللہ والرسول فأولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصلحین وحسن اولئك رفیقا ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔'' الحمد للہ رب العالمین۔ اہل سنت وجماعت کے عقائد اور نظریات انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کے عقائد کے مطابق ہیں۔

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

☆ مخلوق سے مدد مانگنا عاشقانہ نکتہ

سامعین کرام! انہیں آیات طیبات پر مزید غور فرمائیں تو ایک اور حقیقت آشکارا ہو گی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے جلیل المرتبت پیغمبر ہوا جن کے تابع تھی وہ اپنے درباریوں سے فرمارہے ہیں۔ یایھا الملؤا ایکم یاتینی بعرشھا ''اے درباریو تم میں سے کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لائے۔'' اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنا شرک ہوتا جیسا کہ بعض ناعاقبت اندیش لوگ کہتے پھرتے ہیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام کبھی بھی اپنے درباریوں سے تخت لانے کا نہ فرماتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت لانے کا فرمانا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولنا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے۔

حاکم حکیم دادو دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیئت خبر کی ہے

محترم سامعین کرام! یہ سارا بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں اپنے اولیاء کے تصرف اور قوت کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر اولیاء کی طاقت اور تصرف کا ذکر کرنا اور اس کو تسلیم کرنا شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی قرآن کریم میں بیان نہ فرماتا۔

☆ مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب النخب صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے کہ اور جاننا چاہئے کہ بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات وخوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معنی حد تواتر تک پہنچ گیا ہے۔

☆ مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی

جمیعت اہلحدیث کے مرکزی ناظم اعلیٰ حافظ ساجد میر کے دادا جان مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی اپنی کتاب سراجا منیرا کے صفحہ ۴۲-۴۳ پر لکھتے ہیں کہ از خواجہ محمد یحییٰ پسر خواجہ عبید اللہ احرار (قدس اللہ تعالیٰ اسرارھما) کہ ارباب تصرف بر نوع اند بعضے ماذون ومختار کہ باذن حق سبحانہ وتعالیٰ وباکتیار خود ہرگاہ کہ خواہند تصرف کنند وادرا بمقام فنا وبیخوذی رسانند۔

اور حضرت محمد یحییٰ بن حضرت خواجہ عبید اللہ احرار (قدس اللہ تعالیٰ اسرارھما) سے منقول ہے کہ اصحاب تصرف کئی قسم پر ہیں۔ بعضے ماذون ومختار ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں اور اس (طالب) کو مقام فنا وبیخودی پر پہنچا دیتے ہیں۔

تھانوی صاحب اور امیر صاحب کی اس عبارت کو بار بار پڑھیے اور فیصلہ کیجئے کہ جو لوگ اولیاء کاملین کے تصرفات کے قائل حضرات پر کفر وشرک کے فتووں کی بوچھاڑ کرتے ہیں۔ ان کے اس فتوے کی رو سے ان کے اپنے اکابر بھی محفوظ نہیں رہتے۔

اب حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد پیش کرتا ہوں جو کہ آپ نے اپنی کتاب کشف المحجوب شریف کے صفحہ ۴۰۹-۴۱۰ پر تحریر فرمایا ہے۔ سنیئے اور اپنے مسلک کی حقانیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔ فرماتے ہیں۔

اہل طریقت میں مشہور ہے کہ اوتاد ہر شب میں تمام جہان کی سیر کرتے ہیں اور اس سیر میں جو جگہ ان کی سیر سے رہ جاتی ہے وہاں لازمی طور پر خلل واقع ہوتا ہے تو وہ اسی وقت قطب مدار کو حکم کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے توجہ اور ہمت اس طرف مبذول کرے اور وہ خلل ونقصان ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ زائل فرما دے۔

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کے ارشاد سے واضح ہے کہ اولیاء اللہ جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں، تمام جہاں کی سیر کرتے ہیں۔ آپ سبھی حضرات جانتے ہیں کہ داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کوئی آج کی شخصیت نہیں۔ آپ کی ولادت پانچویں صدی ہجری میں ہوئی۔ دیوبندی اور غیر مقلد وہابی اکابر بھی داتا

گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو اولیاء کبار میں شمار کرتے ہیں۔ بلکہ قاری محمد طیب دیوبندی نے اپنی کتاب عالم برزخ میں لکھا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی عمر کے آخری دنوں میں داتا صاحب کے مزار پر حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ داتا صاحب تو بڑے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے ان کے مزار پر ہزار ہا ملائکہ کو ہاتھ باندھے کھڑا دیکھا ہے۔

جانِ من! جب داتا صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ شان ہے۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ اوتاد ہر شب میں تمام جہان کی سیر کرتے ہیں اور دنیا پر امن ان کی توجہ اور نگاہ کرم سے ہوتا ہے۔ معلوم ہوا اس عقیدہ کو شرک قرار دینا سب سے بری گمراہی اور بے دینی ہے۔

آیئے اب حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کا ہی تحریر کردہ ایک واقعہ آپ کو سناتا ہوں۔ سنیئے اور اپنے عقیدہ میں مزید پختگی پیدا کیجئے۔ کشف المحجوب شریف صفحہ ۴۱۰۔ ۴۱۱ میں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وراق ترمذی علیہ الرحمتہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت محمد بن علی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ اے ابوبکر! وراق ہم تجھے آج ایک جگہ لے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کا جہاں حکم ہو۔ میں وہاں چلا جاؤں گا۔ چنانچہ حضرت محمد بن علی علیہ الرحمتہ کے ساتھ چلا اور تھوڑی دیر ہی چلا تھا کہ ایک جنگل نظر آیا۔ جو دشوار گزار تھا اور اس کے اندر ایک زریں تخت بچھا ہوا دیکھا اور ایک سبز درخت کے نیچے ایک چشمہ جاری نظر آیا اور ایک بزرگ دیکھے جو اس تخت پر نہایت شاندار لباس میں تشریف فرما تھے۔

حضرت محمد بن علی علیہ الرحمتہ ان کے نزدیک پہنچے تو وہ بزرگ اٹھے اور آپ کو اس تخت پر بٹھا لیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہر طرف سے لوگ آنے شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ چالیس آدمی اس جگہ جمع ہو گئے۔ پھر انہوں نے جو تخت زریں پر جلوہ افروز تھے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ یکا یک کچھ کھانے کی چیز آ گئی۔ ہم سب نے اسے کھایا۔ پھر حضرت محمد بن علی ترمذی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے کوئی سوال کیا۔ انہوں نے بہت تفصیل سے اس کا جواب دیا۔ مگر میں ان کی گفتگو کو بالکل نہ سمجھ سکا۔ اس کے بعد سب نے اجازت لی اور رخصت ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد جب ہم ترمذ سے واپس آئے تو میں نے حضرت محمد بن علی علیہ الرحمتہ سے دریافت کیا کہ حضور! وہ کونسا مقام تھا اور وہ تخت پر جو تشریف فرما تھے کون تھے؟ فرمایا! وہ مقام تیہ بنی اسرائیل تھا اور وہ بزرگ قطب مدار تھے میں نے عرض کی حضور اتنی سی مدت میں ترمذ سے بنی اسرائیل کے جنگل میں ہم کیونکر پہنچ گئے۔ فرمایا! ابوبکر تجھے پہنچنے سے کام تھا پوچھنے سے غرض نہیں ہونی چاہیئے۔

محترم سامعین کرام! دیکھا اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ آن کی ان میں کہاں سے کہاں تک تشریف لے جاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی اولیاء کرام کو یہ طاقت عطا فرمائی ہے تو انبیاء کرام اور مرسلین عظام علیہم السلام کی قوت اور طاقت کا انکار سراسر حماقت اور گمراہی ہے۔ پھر سید الانبیاء شہنشاہ ہر دوسرا شافع روز جزا حبیب خدا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی عظمت کا انکار تو بے دینی ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولنا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
نبی راز دارِ مع اللہ لی ہے
نہ کیونکر کہوں یا حبیبی اغثنی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے
خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

☆ بعض لوگوں کی ناسمجھی

نیز بعض حضرات بھنگی چرسی اور غیر شرع حرکات کے مرتکب حضرات کی مثالیں دے کر عظمت ولائیت کا انکار کرتے ہیں جو کہ ان کی زیادتی ہے وگرنہ ناسمجھی تو ضرور ہے۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ولی اللہ شریعت مطہرہ کا پابند ہوتا ہے۔ بے نماز اور غیر شرع حرکات کا مرتکب ولی اللہ نہیں ہوتا۔

☆ قبلہ کی طرف منہ کر کے کلی کرنے والا

داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ نے اپنی تصنیف لطیف کشف المحجوب شریف صفحہ ۳۹۶ پر تحریر فرمایا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا ولی کون ہوتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا! الولیھو الصابر تحت الامر والنھی ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی پر صبر کرے۔ اس لئے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی جتنی دوستی ہوگی۔ اس کے حکم کی عظمت بھی اتنی ہی زیادہ اور اس کی نہی اور مخالفت سے اس کا جسم اتنا ہی دور ہوگا۔

داتا صاحب علیہ الرحمتہ ہی نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے ایک حکایت ہے۔ فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا کہ فلاں شہر میں اللہ کے ولیوں میں سے ایک ولی ہے میں اٹھا اور ان کی زیارت کا قصد کر کے چلا۔ جب اس کی مسجد میں پہنچا وہ گھر سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں آ کر قبلہ کی طرف رخ کر کے مسجد میں کلی کر دی۔ میں اسی وقت وہاں سے پلٹ آیا اور میں نے کہا کہ ولی کو چاہئے کہ احکام شریعت کا پابند ہوتا کہ اس پر حق تعالیٰ نظر رحمت فرمائے۔ اگر یہ شخص ولی ہوتا تو مسجد میں قبلہ رو ہو کر کلی نہ کرتا۔

حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی شب میں نے حضور پرنور سید یوم النشور ﷺ کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوا تو دیکھا حضور پرنور ﷺ فرمارہے ہیں۔ بایزید تم نے وہ کیا کام کیا۔ جس کی برکت سے تم اس درجہ پر پہنچے تو دوسرے روز میں اس درجہ پر پہنچ گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ یعنی ولائیت کے اعلیٰ درجات پر فائز ہو جانا۔ محترم سامعین کرام! دیکھا شریعت مطہرہ اور اس کی عظمت کی برکت سے

اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرماتا ہے اور ولائیت کے اعلیٰ درجات پر فائز فرما دیتا ہے۔ مولنا روم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

کار شیطاں میکند نامش ولی
گر ولی این است لعنت بر ولی

☆ مسجد میں داخل ہونے کے آداب

حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ ہی کشف المحجوب شریف صفحہ ۳۹۷ میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص شیخ ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسجد میں بایاں قدم رکھ کر داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا واپس جاؤ اور مسجد میں دایاں قدم رکھ کر داخل ہو۔ اس لئے کہ جو دوست کے گھر میں آنے کے قاعدہ کو نہیں جانتا وہ ہمارے کام کا آدمی نہیں۔

عالی مرتبت سامعین کرام! اولیاء اللہ ہر اس چیز کو پسند فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کو پسند ہو اور اس چیز سے نفرت کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے کریم محبوب ﷺ کو ناپسند ہو۔ اللہ کریم ہم سب کی حاضری کو قبول فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ یٰسین ﷺ

فیضان پیر سیال لجپال

یہاں پر ہر قسم کی بیماری، ہر کام، مردوں عورتوں کے پوشیدہ امراض، آسیب جادو ٹونہ، اولاد کا نہ ہونا، شادی میں رکاوٹ، کاروباری بندش ہر کام قرآنی عملیات و تعویذات و اسلامی طبی اصولوں کے عین مطابق کیا جاتا ہے

مرکزی جامع مسجد گلزار مدینہ جی ٹی ایس اڈ
فیصل آباد

اوقات ملاقات

عصر تا عشاء فون پر وقت لے کر تشریف لائیں

03006661755

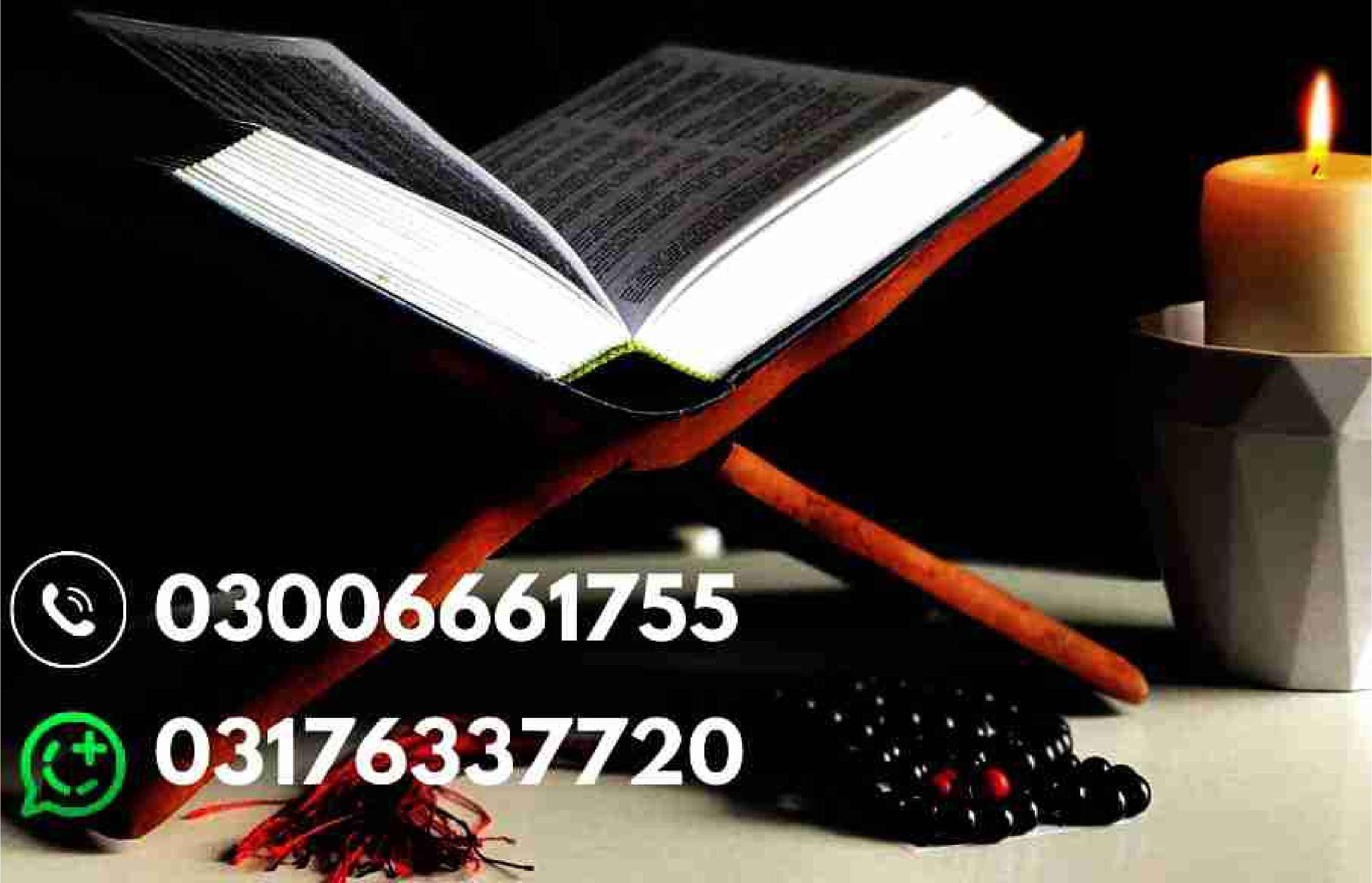
03176337720

فیضان پیر سیال لجپال

جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث

آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک

آسان عام فہم خواہش مند طالبات کے لیے سنہری موقع




فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و
الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث
پاک
آسان عام فہم خواہش مند طلباء کے لیے
سنہری موقع
03006661755

انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے تیرا ہاتھ میرا ہے مگر اس پر کرم ہے تیرا

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ' عارفانہ' عاشقانہ چند تحریریں

معجزات محبوب ﷺ	اسلاف کا جذبہ ایثار	وسیلتنا فی الدارین
عشق کی باتیں	اسلاف کا اخلاق	وبالوالدین احسنا
عشق است امام من	اسلاف کا شوق علم	بخشش کے بہانے
حقیقت انساں	شمس الضحیٰ	عاشقانہ تقریریں
دیوان عشق	صاحب الجود والکرم	عشق خیر الوریٰ ﷺ
راحت جاں ﷺ	اسلام میں دل جوئی کا مقام	پیام محبت
پیکر حسن و جمال	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں	وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے
پیکر جمال و کمال	کیا حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے مانگنا جائز ہے؟	اہل دل
نور الھدیٰ	جب بھی مانگو حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگو	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
عجب چیز ہے لذت آشنائی	وسیلہ محبوب ﷺ	تجھے اہل ایماں سلام کہتے ہیں

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد